QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

آیاتِ قصص واخبار سے مستنبط اخلاقی ودعوتی احکام: تفسیرِ جلالین کی روشنی میں ایک تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ

Moral and Da'wah Principles Derived from Quranic Stories and Historical Accounts: A Research and Analytical Study in the Light of Tafsir al-Jalalayn

Hafiz Muhammad Tahir Ali
MPhil Researcher Scholar, Department of Islamic Studies Green International University, Lahore
Email. ali1234567786789@gmail.com
Dr. Muhammad Azam
Lecturer, Department of Islamic Studies Faculty of Fiqh e Islami and Shariah Green International University, Lahore
Email.m.azam@giu.edu.pk

Abstract

The Qur'an is the final divine scripture revealed for the guidance and reform of humanity. Among its distinctive methods of guidance is the narration of the stories of earlier prophets, righteous people, and nations. These narratives are not merely historical accounts; rather, they provide moral instruction, spiritual purification, intellectual reflection, and effective means of conveying divine guidance. This study examines the moral and propagational principles derived from Qur'anic narratives, with particular reference to Tafsir al-Jalalayn by Jalal al-Din al-Mahalli and Jalal al-Din al-Suyuti.The significance of this research lies in highlighting the practical guidance embedded within Qur'anic stories and demonstrating their relevance to contemporary individual and social life. Although numerous studies have discussed Qur'anic narratives, limited attention has been given to systematically examining their moral and da'wah-oriented principles through the concise interpretive framework of Tafsir al-Jalalayn. This study therefore addresses this gap by analyzing selected narratives and identifying principles applicable to ethical development and Islamic preaching. The study aims to identify moral values, da'wah principles, and practical guidance contained in selected Qur'anic narratives, while examining how Tafsir al-Jalalayn explains these dimensions. It also considers the methodological limits of deriving legal rulings from narrative passages. The research employs a qualitative, analytical, and thematic approach. Selected Qur'anic verses concerning Musa, Yusuf, Shu'ayb, and other prophets are examined through Tafsir al-Jalalayn, supported by relevant Qur'anic passages, Prophetic Sunnah, and principles of Islamic jurisprudence.The findings demonstrate that the narratives emphasize patience, reliance upon Allah, repentance, chastity, forgiveness, justice, honesty, self-control, steadfastness, and resistance to oppression. The story of Shu'ayb emphasizes economic justice and commercial honesty, while Musa's encounter with Pharaoh illustrates wisdom, gentleness, and appropriate speech in preaching. Yusuf exemplifies chastity, patience, trustworthiness, and forgiveness.The study concludes that Qur'anic narratives form a comprehensive moral and da'wah curriculum. They connect faith with character, worship with social responsibility, and preaching with exemplary conduct. Contemporary application requires contextual understanding and consideration of Sunnah, jurisprudential principles, and the objectives of Shari'ah.

***Keywords**:Qur'anic Narratives, Tafsir al-Jalalayn, Moral Principles, Da'wah, Istinbat.*

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

تعارفِ موضوع

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب اور انسانیت کے لیے مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس کا مقصد محض معلومات فراہم کرنا نہیں بلکہ انسان کے عقیدہ، فکر، کردار اور عمل کی اصلاح ہے۔ اسی مقصد کے لیے قرآنِ کریم نے مختلف اسالیب اختیار کیے ہیں۔ کہیں براہِ راست شرعی احکام بیان کیے گئے ہیں، کہیں عقائد کی توضیح کی گئی ہے، کہیں امثال کے ذریعے حقائق سمجھائے گئے ہیں اور کہیں سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام، صالحین اور اقوام کے واقعات بیان کر کے انسان کو عبرت، نصیحت اور ہدایت کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ قرآنی قصص کی یہی خصوصیت انہیں عام تاریخی روایات سے ممتاز کرتی ہے۔ تاریخ عموماً ماضی کے واقعات کو محفوظ کرنے کا فریضہ انجام دیتی ہے، جبکہ قرآن ماضی کے واقعات کو حال کی اصلاح اور مستقبل کی رہنمائی کا ذریعہ بناتا ہے۔ اسی لیے قرآنِ کریم نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے کو "أَحْسَنَ الْقَصَصِ" قرار دیا اور سابقہ اقوام کے واقعات کو اہلِ عقل کے لیے باعثِ عبرت قرار دیا۔

قرآنی قصص کا مقصد

قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ﴾[1]

یعنی بے شک ان کے واقعات میں عقل رکھنے والوں کے لیے عبرت ہے۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ قرآنی قصص کا بنیادی مقصد تاریخی معلومات کی فراہمی نہیں بلکہ انسان کے اندر فکری بیداری، اخلاقی اصلاح اور عملی تربیت پیدا کرنا ہے۔

زیرِ بحث موضوع تین بنیادی علمی تصورات کو باہم مربوط کرتا ہے: آیاتِ قصص و اخبار، ان سے اصول و احکام کا استنباط، اور ان احکام کے اخلاقی و دعوتی پہلو۔ قرآنِ مجید میں انبیائے کرام علیہم السلام اور سابقہ اقوام کے واقعات مختلف مقامات پر مختلف مقاصد کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ظلم کے مقابلے میں حق کی جدوجہد، صبر، توکل اور دعوت کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ عفت، صبر، امانت، عفو اور تدبیر کے مختلف پہلو سامنے لاتا ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت معاشی دیانت، ناپ تول میں انصاف اور حقوق العباد کی حفاظت کی تعلیم دیتی ہے۔ اس لیے قصصِ قرآن کا مطالعہ محض تاریخی ترتیب سے کرنا کافی نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان واقعات کے اندر موجود اخلاقی اقدار، دعوتی اصول، معاشرتی رہنمائی اور اصلاحی پہلوؤں کو سامنے لایا جائے۔

آیات کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

"آیت" عربی زبان میں نشانی، علامت، دلیل اور عبرت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآنِ کریم کی اصطلاح میں آیت قرآنِ مجید کے اس مستقل حصے کو کہتے ہیں جو ایک خاص معنوی وحدت رکھتا ہے۔ اس اعتبار سے "آیاتِ قصص و اخبار" سے مراد قرآنِ کریم کی وہ آیات ہیں جن میں سابقہ انبیاء، اقوام، صالحین اور اہم تاریخی واقعات کا ذکر کیا گیا ہے۔

قصص کا لغوی مفہوم

"قصص" لفظ "قَصَّ" سے مشتق ہے، جس کے بنیادی معنی کسی چیز کے پیچھے چلنے اور کسی واقعے کو ترتیب کے ساتھ بیان کرنے کے ہیں۔ قرآن کے اصطلاحی استعمال میں قصص سے مراد سابقہ انبیاء اور اقوام کے واقعات کو اس انداز میں بیان کرنا ہے جس سے ہدایت، عبرت اور اصلاح حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ﴾

یعنی ہم آپ کے سامنے بہترین قصہ بیان کرتے ہیں۔

1: محمد بن جرير الطبري، جامع البيان عن تأويل آي القرآن، قاہرہ: دار ہجر، 1422ھ/2001ء، تفسیر سورۃ یوسف، آیت 111

یہ تعبیر اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ قرآن کے قصص کا مقصد محض ادبی دلچسپی یا تاریخی معلومات نہیں بلکہ انسان کی ہدایت اور تربیت ہے۔

اخبار کا مفہوم

''خبر'' کے معنی کسی واقعے یا امر کی اطلاع کے ہیں اور ''اخبار'' اس کی جمع ہے۔ قرآن کے تناظر میں سابقہ اقوام کے حالات، انبیائے کرام کے واقعات اور گزشتہ زمانوں کے اہم حالات اس مفہوم میں شامل ہیں۔

حکم کا مفہوم

''حکم'' کے لغوی معنی فیصلہ، فرمان اور کسی معاملے میں قطعی رائے کے ہیں۔ اس مقالے میں حکم سے مراد صرف فقہی اصطلاحات، مثلاً واجب، حرام، مکروہ اور مستحب نہیں، بلکہ وہ اخلاقی، دعوتی، معاشرتی اور تربیتی اصول بھی ہیں جو قرآنی قصص سے اخذ ہوتے ہیں۔

استنباط کا مفہوم

''استنباط'' کا مادہ ''ن ب ط'' ہے۔ علمی اصطلاح میں اس سے مراد نصوص میں موجود دلالات اور قرائن سے غور و فکر کے ذریعے ایسے معانی اور اصول اخذ کرنا ہے جو ابتدائی نظر میں براہِ راست نمایاں نہ ہوں۔

قصصِ قرآن کے تناظر میں استنباط کا مطلب یہ ہے کہ کسی واقعے کے کردار، قول، عمل، انجام اور قرآنی تبصرے سے اخلاقی یا دعوتی رہنمائی حاصل کی جائے۔

تفسیرِ جلالین کا تعارف اور منہج

تفسیرِ جلالین قرآنِ کریم کی معروف مختصر تفاسیر میں شمار ہوتی ہے۔ اسے جلال الدین محمد بن احمد المحلی اور جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی رحمہما اللہ نے مکمل کیا۔ امام محلی رحمہ اللہ نے تفسیر کا آغاز سورۃ الکہف سے کیا اور سورۃ الناس تک اسے مکمل کیا، جبکہ سورۃ الفاتحہ کی تفسیر بھی تحریر فرمائی۔ ان کے انتقال کے بعد امام سیوطی رحمہ اللہ نے سورۃ البقرۃ سے سورۃ الإسراء تک کا حصہ مکمل کیا۔[1] تفسیرِ جلالین کا بنیادی امتیاز اختصار، جامعیت اور آیات کے بنیادی مفہوم کی براہِ راست وضاحت ہے۔ مفسرین نے طویل مناظرانہ مباحث سے گریز کرتے ہوئے لغوی، نحوی، فقہی، اعتقادی اور تربیتی نکات کو مختصر عبارت میں بیان کیا ہے۔ قصصِ قرآن کے حوالے سے بھی یہی منہج سامنے آتا ہے۔ مفسرین اکثر واقعے کی غیر ضروری تفصیلات کے بجائے اس لفظ یا جملے کی توضیح کرتے ہیں جس سے آیت کا بنیادی مفہوم واضح ہوتا ہے۔ یہی مختصر توضیحات اخلاقی اور دعوتی استنباط کے لیے اہم بنیاد فراہم کرتی ہیں۔

قصصِ قرآن کا بنیادی مقصد: عبرت، تذکیر اور ہدایت

قرآنِ کریم کے قصص کا بنیادی مقصد انسان کو ماضی کی معلومات دینا نہیں بلکہ اس کے حال کو سنوارنا ہے۔ سورۃ القصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب عطا کیے جانے کے بعد اس کتاب کے مقاصد بیان کیے گئے ہیں:

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَى بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ﴾

تفسیرِ جلالین میں اس مقام پر ''بصائر''، ''ھدی''، ''رحمۃ'' اور ''یتذکرون'' کی مختصر مگر معنی خیز توضیح کی گئی ہے:

﴿بَصَائِرَ لِلنَّاسِ﴾ حَالٌ مِنَ الْكِتَابِ جَمْعُ بَصِيرَةٍ وَهِيَ نُورُ الْقَلْبِ، ﴿وَهُدًى﴾ مِنَ الضَّلَالَةِ لِمَنْ عَمِلَ بِهِ، ﴿وَرَحْمَةً﴾ لِمَنْ آمَنَ بِهِ، ﴿لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ﴾ يَتَّعِظُونَ بِمَا فِيهِ مِنَ الْمَوَاعِظِ."[2]

''بصائر'' سے مراد لوگوں کے لیے دل کی بصیرت اور روشنی ہے، ''ہدایت'' سے مراد گمراہی سے رہنمائی ہے، ''رحمت'' ان لوگوں

1: جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی، تفسیر الجلالین (قاہرہ: دار الحدیث، 1422ھ/2001ء)، مقدمہ

2: تفسیر الجلالین تفسیر سورۃ القصص، آیت 43۔

کے لیے ہے جو اس پر ایمان لائے، اور "تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں" یعنی اس میں موجود نصیحتوں سے عبرت حاصل کریں۔

تفسیرِ جلالین کی یہ مختصر عبارت قرآن کے واقعات کے تربیتی مقصد کو نمایاں کرتی ہے۔ "نور القلب"، "ہدایت"، "رحمت" اور "مواعظ" جیسے الفاظ اس حقیقت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں کہ قرآنی واقعات انسان کے ظاہر کے ساتھ اس کے باطن کی بھی اصلاح کرتے ہیں۔

قصصِ قرآن کا اصل مقصد انسان کو ماضی کی خبر دینا نہیں بلکہ اس کے قلب و فکر کو روشن کرنا، اسے ہدایت دینا اور سابقہ واقعات سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت دینا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے سے ضبطِ نفس اور غلطی کے اعتراف کا اصول

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں انسانی جذبات، قوت، عدل، اصلاح اور توبہ کے متعدد پہلو سامنے آتے ہیں۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے:

﴿فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ قَالَ هَٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ﴾

تفسیرِ جلالین میں اس واقعے کی وضاحت یوں کی گئی ہے:

﴿فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ﴾ أَيْ ضَرَبَهُ بِجَمْعِ كَفِّهِ وَكَانَ شَدِيدَ الْقُوَّةِ وَالْبَطْشِ، ﴿فَقَضَىٰ عَلَيْهِ﴾ أَيْ قَتَلَهُ وَلَمْ يَكُنْ قَصَدَ قَتْلَهُ ... ﴿هَٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ﴾ الْمُهَيِّجِ غَضَبِي."1

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے مکا مارا۔ وہ قوی اور طاقتور تھے۔ اس ضرب سے وہ شخص مر گیا، حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے قتل کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ شیطان کے عمل سے ہوا، جو میرے غصے کو بھڑکانے کا سبب بنا۔ اس واقعے میں ایک اہم اخلاقی اصول یہ ہے کہ نیک مقصد بھی انسان کو جذباتی بے احتیاطی سے آزاد نہیں کرتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مظلوم کی مدد کے لیے آگے بڑھے، لیکن طاقت کے استعمال کا نتیجہ غیر متوقع طور پر سامنے آیا۔ اس کے بعد اپنی کیفیت اور واقعے کو تسلیم کرنا اصلاحِ نفس کی علامت ہے۔ قصۂ موسیٰ علیہ السلام سے ضبطِ نفس، غصے پر قابو، عمل کے نتائج کی ذمہ داری اور غلطی کے بعد اصلاح کی طرف رجوع کا اخلاقی اصول سامنے آتا ہے۔

صبر اور اللہ پر اعتماد: امّ موسیٰ علیہا السلام کا واقعہ

امّ موسیٰ علیہا السلام کا واقعہ ایمان، صبر اور اللہ تعالیٰ کے وعدے پر اعتماد کی نہایت مؤثر مثال ہے۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے:

﴿وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَارِغًا إِنْ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾2

تفسیرِ جلالین میں "ربطنا علی قلبها" کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

﴿لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا﴾ بِالصَّبْرِ أَيْ سُكُونِهِ، ﴿لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ الْمُصَدِّقِينَ بِوَعْدِ اللَّهِ."3

اگر ہم اس کے دل کو صبر کے ذریعے مضبوط نہ کرتے تو وہ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ظاہر کر دیتی، تاکہ وہ اللہ کے وعدے کی تصدیق کرنے والوں میں سے رہے۔

تفسیرِ جلالین نے "رَبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا" کو "بالصبر" سے تعبیر کر کے اس حقیقت کو واضح کیا کہ آزمائش کے وقت قلبی استحکام ایمان کے بنیادی ثمرات میں سے ہے۔ قصۂ امّ موسیٰ علیہا السلام سے معلوم ہوتا ہے کہ شدید آزمائش کے وقت صبر، توکل اور اللہ تعالیٰ کے وعدے پر اعتماد مؤمن کے بنیادی اخلاقی اوصاف ہیں۔

---

1 تسیر جلالین، تفسیر سورۃ القصص، آیت 15۔

2 القصص: 10

3 تسیر جلالین، تفسیر سورۃ القصص، آیت 10

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

خدمتِ خلق اور بے لوث تعاون: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ

مدین کے مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو خواتین کو دیکھا جو اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے لیے انتظار کر رہی تھیں۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے: ﴿فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰ إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ﴾1 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان خواتین کی مدد کی اور پھر کسی دنیاوی معاوضے کا مطالبہ کیے بغیر ایک طرف تشریف لے گئے۔ یہ طرزِ عمل خدمتِ خلق اور بے لوث تعاون کی اعلیٰ مثال ہے۔

اس واقعے سے یہ اخلاقی اصول اخذ ہوتا ہے کہ ضرورت مند کی مدد اسلامی معاشرتی اخلاق کا اہم تقاضا ہے اور اعلیٰ اخلاق یہ ہے کہ نیکی کو فوری دنیاوی صلے کے ساتھ مشروط نہ کیا جائے۔ خدمتِ خلق، ضرورت مندوں کی معاونت اور معاشرتی تعاون قصصِ قرآن میں موجود عملی اخلاقی تعلیمات میں شامل ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے سے عفت و پاک دامنی

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ قرآنِ کریم کے جامع ترین تربیتی قصص میں شمار ہوتا ہے۔ اس میں عفت، صبر، امانت، توکل، تدبیر اور عفو کے متعدد پہلو موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَن نَّفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ﴾2

حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے گناہ کا موقع، خلوت اور ترغیب کے تمام اسباب موجود تھے، لیکن انہوں نے اللہ تعالیٰ کی پناہ اختیار کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عفت کا حقیقی معیار صرف ظاہری پابندی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور جواب دہی کا احساس ہے۔

اخلاقی اصول

* خلوت میں بھی اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا۔
* گناہ کے اسباب سے دور رہنا۔
* خواہشات کو ایمان اور عقل کے تابع رکھنا۔
* عزتِ نفس اور پاک دامنی کی حفاظت کرنا۔
* وقتی فائدے کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دینا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا کردار بالخصوص نوجوانوں کے لیے عفت و پاک دامنی کا عملی نمونہ پیش کرتا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام سے عفو و درگزر کا اصول

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے ساتھ شدید زیادتی کی۔ بعد میں حالات ایسے بدلے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان پر اختیار حاصل ہو گیا۔ اس موقع پر انہوں نے انتقام کے بجائے معافی اور درگزر کو اختیار کیا۔ قرآنِ کریم میں فرمایا گیا: ﴿قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾3 یہاں قرآنی اخلاق کا ایک عظیم اصول سامنے آتا ہے کہ حقیقی اخلاقی بلندی صرف ظلم سہنے میں نہیں بلکہ قدرت حاصل ہونے کے باوجود انتقام سے گریز کرنے میں بھی ہے۔ عفو و درگزر خاندانی استحکام، معاشرتی امن اور باہمی اعتماد کے قیام کے لیے بنیادی اخلاقی اصول ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت اور معاشی دیانت

حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت اسلامی معاشی اخلاقیات کے حوالے سے غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ ان کی قوم ناپ تول میں کمی

1: القصص، 28:24

2: یوسف، 12:23

3: یوسف، 12:92

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

اور مالی بد دیانتی میں مبتلا تھی۔ قرآنِ کریم میں فرمایا گیا:

﴿أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ۝ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ﴾1

حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت اس امر کو واضح کرتی ہے کہ دین کا تعلق صرف عبادات سے نہیں بلکہ بازار، تجارت، ناپ تول، مالی معاملات اور حقوق العباد سے بھی ہے۔

آج ملاوٹ، کم تولنا، جھوٹا اشتہار، ناقص مال کو عمدہ ظاہر کرنا، جعلی دستاویزات اور مالی دھوکا دہی اسی اخلاقی مسئلے کی جدید صورتیں ہیں۔ قصۂ شعیب علیہ السلام سے یہ جامع اصول اخذ ہوتا ہے کہ معاشی معاملات میں دیانت، عدل اور حقوق العباد کی حفاظت شرعی و اخلاقی ذمہ داری ہے۔

دعوت میں حکمت اور نرم گفتگو

انبیائے کرام علیہم السلام کے دعوتی منہج میں حکمت، نرمی اور مخاطب کی رعایت بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو فرعون کی طرف بھیجتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ﴾2 فرعون انتہائی سرکش اور متکبر حکمران تھا، لیکن اس کے باوجود حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو نرم گفتگو کا حکم دیا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت کا مقصد مخاطب کو ذلیل کرنا نہیں بلکہ اسے حق کی طرف متوجہ کرنا ہے۔

تفسیرِ جلالین میں اس مقام پر "قولاً لیناً" کے ذریعے نرم اور مناسب کلام کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔3

دعوتی اصول

* دعوت میں حکمت ضروری ہے۔
* مخاطب کے حالات اور نفسیات کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔
* نرم گفتگو مؤثر دعوت کا اہم ذریعہ ہے۔
* داعی کا مقصد اصلاح ہونا چاہیے، تحقیر نہیں۔
* دعوت میں صبر اور تحمل ضروری ہے۔

اسلامی دعوت کا حسن صرف حق بات کہنے میں نہیں بلکہ حق بات کو مناسب، حکیمانہ اور مؤثر انداز میں پیش کرنے میں بھی ہے۔

دعوت کا بنیادی مرکز: توحید

انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت میں اخلاقی اور معاشرتی اصلاح کے ساتھ توحید کو بنیادی مقام حاصل رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾4

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ انبیائی دعوت کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی عبادت پر قائم ہے۔ اخلاق، معاشرت اور معاملات کی اصلاح اسی توحیدی تصور کے تحت با معنی بنتی ہے۔ دعوتی عمل میں توحید کو بنیادی حیثیت دینا انبیائے کرام علیہم السلام کے دعوتی منہج کا نمایاں اصول ہے۔

ظلم کے خلاف حق کی گواہی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جدوجہد ظلم، استبداد اور باطل اقتدار کے خلاف حق کی گواہی کا روشن نمونہ ہے۔ فرعون نے بنی اسرائیل

1: الشعراء, 26:181–182

2: طٰہٰ, 20:44

3: تفسیر جلالین تفسیر سورۃ طٰہٰ آیت 44

4: طٰہٰ, 20:14

کو ظلم واستبداد کا نشانہ بنایا، ان کے بیٹوں کو قتل کیا اور عورتوں کو زندہ رکھا۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے:

﴿إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ﴾1

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دعوتی کردار اس امر کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ دعوت صرف فرد کی انفرادی اصلاح کا نام نہیں بلکہ ظلم، ناانصافی اور فساد کے مقابلے میں حق کی گواہی بھی ہے۔ تاہم ظلم کے خلاف موقف اختیار کرتے ہوئے بھی حکمت، عدل اور شرعی حدود کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ حق کی دعوت میں باطل کے سامنے خاموشی مطلوب نہیں، لیکن حق کی جدوجہد کو حکمت، عدل اور شرعی اصولوں سے مربوط رکھنا ضروری ہے۔

قصصِ قرآن سے مستنبط نمایاں اخلاقی احکام

* صبر: امِّ موسیٰ علیہا السلام کے واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آزمائش میں صبر ایمان کے عملی ثمرات میں سے ہے۔
* توکل: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ظاہری اسباب اختیار کرنے کے باوجود حقیقی اعتماد اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہیے۔
* عفت: حضرت یوسف علیہ السلام کا کردار پاک دامنی اور اللہ تعالیٰ کے خوف کا بہترین نمونہ ہے۔
* عفو و درگزر: حضرت یوسف علیہ السلام نے قدرت حاصل ہونے کے باوجود انتقام کے بجائے معافی کو اختیار کیا۔
* خدمتِ خلق: مدین میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا طرزِ عمل ضرورت مند کی مدد اور بے لوث خدمت کی تعلیم دیتا ہے۔
* عدل: حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت معاشی اور معاشرتی عدل کی تعلیم دیتی ہے۔
* امانت: حضرت یوسف علیہ السلام کی شخصیت ذمہ داری، دیانت اور امانت داری کا عملی نمونہ ہے۔
* ضبطِ نفس: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے سے غصے اور جذبات کو نظم میں رکھنے کی ضرورت واضح ہوتی ہے۔
* غلطی کا اعتراف: انسان سے غلطی ہو سکتی ہے، لیکن اخلاقی عظمت یہ ہے کہ وہ غلطی تسلیم کر کے اصلاح کی طرف رجوع کرے۔

قصصِ قرآن سے مستنبط دعوتی احکام

* توحید کو بنیادی حیثیت دینا: تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت کا مرکزی پیغام اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی بندگی تھا۔
* حکمت کے ساتھ دعوت: داعی کو مخاطب کے حالات، علمی سطح، مزاج اور نفسیات کو سامنے رکھنا چاہیے۔
* نرم گفتگو: فرعون جیسے سرکش انسان کے ساتھ بھی نرم گفتگو کا حکم دعوتی نرمی کی غیر معمولی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔
* صبر و استقامت: دعوت کا نتیجہ ہمیشہ فوری طور پر سامنے نہیں آتا۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی زندگیاں صبر و استقامت سے عبارت ہیں۔
* کردار کے ذریعے دعوت: داعی کی اپنی شخصیت اس کی دعوت کا عملی تعارف ہوتی ہے۔ صدق، امانت، عفت اور عدل کے بغیر دعوت کا اثر محدود ہو جاتا ہے۔
* امید پیدا کرنا: قرآنی قصص مایوسی کے بجائے امید پیدا کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے مختلف مراحل اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ مشکلات دائمی نہیں ہوتیں۔

1: القصص، 28:4

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

تفسیرِ جلالین کے تفسیری منہج کا تجزیاتی مطالعہ

تفسیرِ جلالین کی نمایاں خصوصیت اختصار ہے، لیکن یہ اختصار علمی مفہوم کو ختم نہیں کرتا۔ اس کے برعکس مفسرین بعض اوقات ایک مختصر لفظ کے ذریعے آیت کے وسیع تربیتی مفہوم کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً سورۃ القصص کی آیت 43 میں "بصائر" کو "نور القلب" قرار دیا گیا ہے:

﴿بَصَائِرَ لِلنَّاسِ﴾ ... وَهِيَ نُورُ الْقَلْبِ"1

اسی طرح امِّ موسیٰ علیہا السلام کے واقعے میں فرمایا:

﴿لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا﴾ بِالصَّبْرِ2

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں غصے کی کیفیت کی توضیح یوں کی گئی:

﴿هَٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ﴾ الْمُهَيِّجِ غَضَبِي3

ان مختصر توضیحات سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیرِ جلالین محض لفظی ترجمہ نہیں بلکہ آیات کے بنیادی معنوی اور تربیتی پہلو کو بھی واضح کرتی ہے۔ اسی اختصار میں اخلاقی اور دعوتی استنباط کے لیے قابلِ قدر اشارات موجود ہیں۔

قصصِ قرآن اور عصرِ حاضر

قرآنی قصص کی معنویت کسی مخصوص دور تک محدود نہیں۔ انسانی فطرت کے بنیادی مسائل ہر زمانے میں موجود رہے ہیں۔ آج بھی انسان غصے، خواہش، خوف، حسد، ظلم، معاشی بددیانتی، خاندانی تنازعات اور اخلاقی کمزوریوں کا شکار ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ضبطِ نفس اور صبر کی تعلیم دیتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا کردار عفت اور عفو کا راستہ دکھاتا ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت معاشی دیانت اور انصاف کی تعلیم دیتی ہے۔ فرعون کے ساتھ موسیٰ وہارون علیہما السلام کا دعوتی معاملہ حکمت اور نرم گفتگو کا عملی نمونہ پیش کرتا ہے۔ اس طرح قصصِ قرآن کا مطالعہ محض تاریخی نہیں بلکہ عصری، اصلاحی اور عملی مطالعہ بھی ہے۔

احکام کے استنباط میں اصولی احتیاط

قصصِ قرآن سے استنباط کے باب میں ایک اہم اصولی احتیاط ضروری ہے۔ قرآن کے ہر واقعے سے براہِ راست فقہی حکم اخذ نہیں کیا جا سکتا۔ بعض واقعات محض خبر کے طور پر بیان ہوتے ہیں، بعض میں کسی عمل کی تعریف یا مذمت ہوتی ہے اور بعض مقامات پر سابقہ شریعت کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔

لہٰذا استنباط کرتے وقت درج ذیل امور کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے:

* آیت کے سیاق و سباق کو دیکھا جائے۔
* قرآن کی دوسری متعلقہ آیات کو سامنے رکھا جائے۔
* سنتِ نبوی ﷺ سے مدد لی جائے۔
* اصولِ فقہ کے قواعد کو ملحوظ رکھا جائے۔
* سابقہ شریعت کے احکام اور شریعتِ محمدی ﷺ کے احکام میں فرق کیا جائے۔
* مفسرین کی توضیحات سے استفادہ کیا جائے۔
* اخلاقی تعلیم اور فقہی حکم کے درمیان فرق ملحوظ رکھا جائے۔

اس اصولی احتیاط کے بغیر قصص سے فقہی احکام اخذ کرنا علمی طور پر درست منہج نہیں ہوگا۔

1: تفسیر جلالین تفسیر سورۃ القصص، آیت 43

2تفسیر الجلالین، تفسیر سورۃ القصص، آیت 10

3تفسیر الجلالین، تفسیر سورۃ القصص، آیت 15

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

خلاصۂ بحث

زیرِ نظر مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ قرآنِ مجید کے قصص و اخبار محض تاریخی واقعات نہیں بلکہ ہدایت، تذکیر، اخلاقی تربیت اور دعوتی اصلاح کا جامع ذریعہ ہیں۔ قرآن سابقہ اقوام اور انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات بیان کر کے انسان کو اپنے موجودہ کردار کا جائزہ لینے کی دعوت دیتا ہے۔ تفسیرِ جلالین اگرچہ اختصار کے لیے معروف ہے، لیکن اس کے مختصر تفسیری جملوں میں متعدد اہم اخلاقی اور تربیتی نکات موجود ہیں۔ "بصائر" کی تشریح "نور القلب"، "رَبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا" کی تشریح صبر سے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں غصے کے محرک کی وضاحت اس بات کی مثالیں ہیں کہ تفسیرِ جلالین مختصر الفاظ میں آیات کے تربیتی پہلو سامنے لاتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات سے صبر، توکل، ضبطِ نفس، غلطی کے اعتراف اور ظلم کے خلاف حق کی گواہی کے اصول سامنے آتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے سے عفت، امانت، صبر، تدبیر اور عفو و درگزر کی تعلیم حاصل ہوتی ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت معاشی دیانت، ناپ تول میں انصاف اور حقوق العباد کی حفاظت کا واضح نمونہ پیش کرتی ہے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو فرعون کے ساتھ "قولاً لیناً" اختیار کرنے کا حکم دعوتی حکمت، نرمی اور تحمل کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ یہ تحقیق اس نتیجے تک پہنچتی ہے کہ قصصِ قرآن انسانی شخصیت کی تعمیر کے لیے ایک جامع تربیتی نصاب ہیں۔ ان میں عقیدہ، اخلاق، معاشرت اور دعوت ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ اس لیے قرآن کے قصص کو صرف تاریخی واقعات کے طور پر پڑھنا ان کے اصل مقصد کو محدود کر دیتا ہے۔

نتائجِ تحقیق

* قرآنِ کریم کے قصص کا بنیادی مقصد تاریخی معلومات فراہم کرنا نہیں بلکہ ہدایت، عبرت اور اصلاح ہے۔
* آیاتِ قصص و اخبار میں متعدد اخلاقی، دعوتی اور معاشرتی اصول موجود ہیں۔
* تفسیرِ جلالین اختصار کے باوجود قرآنی قصص کے اہم تربیتی پہلوؤں کو واضح کرتی ہے۔
* حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات سے صبر، توکل، ضبطِ نفس اور غلطی کے اعتراف کا اصول سامنے آتا ہے۔
* امِّ موسیٰ علیہا السلام کے واقعے سے آزمائش میں صبر اور اللہ تعالیٰ کے وعدے پر اعتماد کی تعلیم ملتی ہے۔
* حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے سے عفت، پاک دامنی، امانت، صبر اور عفو و درگزر کے اصول اخذ ہوتے ہیں۔
* حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت سے معاشی دیانت، ناپ تول میں انصاف اور حقوق العباد کی حفاظت کا اصول سامنے آتا ہے۔
* انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت میں توحید بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔
* دعوت کے لیے حکمت، نرمی، صبر اور مخاطب کے حالات کی رعایت ضروری ہے۔
* قصصِ قرآن انسانی کردار سازی کے لیے عملی نمونے فراہم کرتے ہیں۔
* قرآنی قصص کی اخلاقی تعلیمات عصرِ حاضر کے اخلاقی اور معاشرتی مسائل کے حل میں مؤثر کردار ادا کر سکتی ہیں۔
* قصص سے فقہی احکام اخذ کرتے وقت سیاق و سباق، سنتِ نبوی ﷺ، اصولِ فقہ اور دیگر متعلقہ نصوص کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔
* قرآن کے قصص فرد کی اصلاح کے ساتھ ساتھ معاشرے کی اصلاح کا بھی جامع تصور پیش کرتے ہیں۔
* تفسیرِ جلالین کے مختصر اسلوب میں اخلاقی اور دعوتی مفاہیم کے متعدد اشارے موجود ہیں۔
* قصصِ قرآن کو عصری تناظر میں پیش کرنے سے ان کی عملی افادیت مزید نمایاں ہو سکتی ہے۔

اختتامیہ

قرآنِ کریم کے قصص ماضی کی خاموش داستانیں نہیں بلکہ انسان کے حال اور مستقبل کے لیے زندہ رہنمائی ہیں۔ ان میں انسانی زندگی

کے وہ بنیادی مسائل بیان ہوئے ہیں جو ہر دور میں کسی نہ کسی شکل میں موجود رہتے ہیں۔ غصہ، خوف، خواہش، حسد، ظلم، صبر، عفو، توکل، دعوت اور اصلاح جیسے انسانی مسائل قرآن کے قصص میں مختلف کرداروں اور واقعات کے ذریعے ہمارے سامنے آتے ہیں۔ تفسیرِ جلالین ان واقعات کی مختصر مگر معنی خیز توضیح پیش کرتی ہے۔ اس کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کا قصہ انسان کو صرف یہ نہیں بتاتا کہ ماضی میں کیا ہوا، بلکہ یہ بھی سکھاتا ہے کہ اس واقعے سے موجودہ زندگی کے لیے کیا سبق حاصل کیا جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے سے ضبطِ نفس اور غلطی کے اعتراف، امِّ موسیٰ علیہا السلام سے صبر و توکل، حضرت یوسف علیہ السلام سے عفت اور عفو، حضرت شعیب علیہ السلام سے معاشی دیانت، اور حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کی دعوت سے حکمت ونرمی کے اصول سامنے آتے ہیں۔ اس لیے آیاتِ قصص واخبار کو اخلاقی ودعوتی احکام کے تناظر میں پڑھنا قرآن کے پیغام کو سمجھنے کا ایک مؤثر طریقہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قصصِ قرآن کو محض تلاوت یا تاریخی مطالعے تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ ان کے اندر موجود اخلاقی، دعوتی، معاشرتی اور اصلاحی اصولوں کو سمجھ کر عملی زندگی میں نافذ کیا جائے۔

سفارشات

* جامعات میں "قرآنی قصص اور اخلاقی ودعوتی احکام" کے موضوع پر مستقل تحقیقی مطالعات کو فروغ دیا جائے۔
* تفسیرِ جلالین سمیت مختصر تفاسیر کے اندر موجود اخلاقی اور دعوتی مباحث کو موضوعاتی انداز میں مرتب کیا جائے۔
* مدارس اور جامعات کے نصاب میں قصصِ قرآن کو محض تاریخی واقعات کے طور پر پڑھانے کے بجائے ان کے تربیتی پہلو بھی شامل کیے جائیں۔
* نوجوان نسل کی اخلاقی تربیت کے لیے حضرت یوسف اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے قصص کو عملی مثالوں کے ساتھ پیش کیا جائے۔
* معاشی بدعنوانی کے خاتمے کے لیے حضرت شعیب علیہ السلام کی تعلیمات کو جدید کاروباری اخلاقیات کے ساتھ مربوط کیا جائے۔
* دعوتی اداروں میں "قولاً لیناً" اور حکمتِ دعوت کے قرآنی اصولوں کو عملی تربیت کا حصہ بنایا جائے۔
* قرآن کے قصص سے فقہی احکام اخذ کرتے وقت اصولِ فقہ اور سنتِ نبوی ﷺ کو لازماً پیشِ نظر رکھا جائے۔
* قصصِ قرآن کے اخلاقی پہلوؤں پر تقابلی تفسیری مطالعات کیے جائیں تاکہ مختلف مفسرین کے مناہج کا تقابل سامنے آسکے۔
* جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے قصصِ قرآن کے اخلاقی اور دعوتی پیغام کو نوجوان نسل تک مؤثر انداز میں پہنچایا جائے۔
* موجودہ معاشرتی مسائل، مثلاً عدمِ برداشت، معاشی بددیانتی، اخلاقی بے راہ روی اور خاندانی تنازعات کے حل کے لیے قصصِ قرآن سے رہنمائی حاصل کی جائے۔

مصادر ومراجع

* القرآن الكريم۔
* ابن عاشور، محمد الطاهر. التحرير والتنوير. تونس: الدار التونسية للنشر، 1984ء۔
* ابن كثير، إسماعيل بن عمر الدمشقي. تفسير القرآن العظيم. تحقيق سامي بن محمد سلامة. رياض: دار طيبة، 1420ھ/1999ء۔
* البخاري، محمد بن إسماعيل. الجامع الصحيح. تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر. بيروت: دار طوق النجاة، 1422ھ۔
* الترمذي، محمد بن عيسىٰ. الجامع الكبير. تحقيق بشار عواد معروف. بيروت: دار الغرب الإسلامي، 1998ء۔
* الرازي، محمد بن عمر فخر الدين. مفاتيح الغيب. بيروت: دار إحياء التراث العربي، 1420ھ۔
* الزركشي، بدر الدين محمد بن عبد الله. البرهان في علوم القرآن. تحقيق محمد ابو الفضل ابراهيم. قاهره: دار إحياء الكتب العربية، 1376
* الزمخشري، محمود بن عمر. الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل. بيروت: دار الكتاب العربي، 1407ھ۔

* السیوطي، جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر ۔ الإتقان في علوم القرآن ۔ بیروت: دار ابن کثیر، 1407ھ/1987ء۔
* المحلی، جلال الدین محمد بن احمد، والسیوطي، جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر ۔ تفسیر الجلالین ۔ قاہرہ: دار الحدیث، 1422ھ/2001ء۔
* الطبري، محمد بن جریر ۔ جامع البیان عن تأویل آي القرآن ۔ تحقیق عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی۔ قاہرہ: دار ہجر، 1422ھ/2001ء۔
* القطان، مناع ۔ مباحث في علوم القرآن ۔ قاہرہ: مکتبۃ وہبہ، 2000ء۔
* القاسمي، محمد جمال الدین ۔ محاسن التأویل ۔ تحقیق محمد باسل عیون السود۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1418ھ۔